مناظرِ قیامت

قرآن کی زبان میں

ترجمہ

مشاهد القيامة فى القرآن

تالیف
سیّد قطب شہیدؒ

ترجمہ
محمد نصر اللہ خاں خازن

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵

فہرست مضامین

تعارف سید قطب شہیدؒ ۱
انتساب ۷
مقدّمہ ۹
عالمِ آخرت اور ضمیرِ انسانی ۱۷
قدیم اہلِ مصر اور عقیدۂ آخرت ۲۰
محاسبۂ اعمال ۲۱
میزانِ عدل ۲۱
سفرِ آخرت ۲۲
خیر و شرّ ۲۴
ثواب ـــ نعیم ابدی ۲۴
عقاب ـــ عذاب ابدی ۲۶
"زردشت اور تصورِ آخرت" ۲۷
میزان نیک و بد ۲۷
پُل صراط ۲۸
جزا و سزا ۲۸
قدیم اہلِ یونان اور عقیدۂ آخرت ۲۹
ہومر اور عالمِ سفلی ۲۹
مصری اور یونانی عقیدۂ آخرت میں موازنہ ۳۲
پنڈر اور عدالتِ آخرت ۳۳
افلاطون اور عقیدۂ آخرت ۳۴
ورجیل اور عالمِ ارواح ۳۴
ہندومت، بدھ مت اور عقیدۂ آخرت ۳۵
کثرت و وحدتِ الٰہ ۳۵
وحدت الوجود یا عقیدۂ تناسخ ۳۷
ابدی مسرّت: دیدارِ روحِ اعظم ۳۷
حیاتِ مادّی کا انجام ۳۸
رنج و الم اور خواہشِ نفس۔ عذاب ہی عذاب ۳۸
عذاب سے نجات، ترکِ خواہش اور حسنِ اخلاق ہے ۳۹
عقیدۂ آخرت اور بنی اسرائیل ۳۹
دنیا میں خیر و شرّ کے نتائج ۴۰
ضمیر کی ایک خلش ۴۱
وقوعِ قیامت اور بنی اسرائیل ۴۲
وہ ہولناک دن! ۴۳
نبی دانیال کی پیش گوئی ۴۴
عیسائیت اور عقیدۂ آخرت ۴۵

آسمانی بادشاہت ۴۵
آتشِ دوزخ ۴۶
میدانِ حشر میں پیشی ۴۷
اہلِ عرب اور عالمِ آخرت ۴۸
عالمِ آخرت ۔ قرآن کی زبان میں ۵۱
کلامِ الٰہی اور مناظرِ قیامت ۵۴
زندہ و جاندار مناظر ۵۴
دُنیا و آخرت کا یکجا مشاہدہ ۵۴
قیامت میں فرعون کی قیادت ۵۶
نظامِ کائنات اور فیصلے کا دن ۵۶
دربارِ الٰہی میں پیشی ۵۷
آخرت کا آنکھوں دیکھا حال ۵۸
الفاظِ قرآن اور مناظرِ قیامت میں باہمی موزونیت۔ ۵۸
روزِ قیامت اور اس کی ہولناکی ۶۰
انسان کی بے بسی اور وارفتگی ۶۱
مَر مٹنے کی حسرت ۶۲
مظاہرِ قدرت پر ہولناکی کا عالم ۶۲
روزِ قیامت اور میدانِ حشر ۶۲
روزِ قیامت ـــ مجرمین کی باہمی تکرار ۶۳
سیاہ بختی پر حسرت و ندامت ۶۴
نافرمانیوں کا اعتراف ۶۴
اعمال کی جزا اور مجرموں کی پہچان ۶۴
قیامت اور عذاب و ثواب ۶۵
دوزخ میں جسموں کو داغا جائے گا ۶۵
دوزخیوں کے سروں پر کھولتا ہُوا پانی ۶۶
اہلِ جنت کے لئے عیش و بہار ۶۶
اہلِ جنت کی باہم دوستی ۶۷
اہلِ دوزخ کی حسرت ۶۸
قربِ شہنشاہِ عالم و پُرکیف زندگی ۶۸
دوزخیوں کی ضیافت ۶۹
اہلِ جنّت کا شکر و سپاس ۷۰
اہلِ دوزخ کی بیچارگی اور فریاد ۷۰
اہلِ دوزخ کی باہمی تکرار ۷۱
دربارِ الٰہی میں اہلِ دوزخ کی باہم الزام دہی ۷۲

اہلِ جنت کی باہمی گفتگو ۷۳
قیامت کا ہولناک دن ۷۵
بے نمازی کا انجام ـــ ذلت و رُسوائی ۷۷
روزِ قیامت اور نظامِ کائنات ۷۸
دوزخ کی ضیافت ۔ بیڑیاں اور زنجیریں ۷۹
جلالِ باری اور لرزہ براندام کائنات ۸۰
روزِ محشر اور دولت کا پُجاری ۸۱
پُرصعوبت دن اور دربارِ الٰہی میں بے یار و مددگار پیشی ۸۲
دوزخ کیا ہے؟ ۸۴
ہر شخص گروی ہے ۸۶
ہائے ہم نمازی نہ تھے ۸۶
گدھے سے بدتر انسان ۸۷
دُشمنیٔ رسُول اور آتشِ جہنم ۸۷
ابولہب کی بیوی اور لکڑیوں کا گٹھّا ۸۸
ہنگامۂ محشر اور عالمِ کون و مکاں ۸۹
یہ کائنات اور وہ دن ۹۰
ڈراوے کا مقصد ۹۱
نہ وہ مریں نہ جئیں ۹۲
اب پچھتائے کیا ہوت ۹۴
دربارِ الٰہی اور صف بستہ فرشتے ۹۴
نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ۹۵
بندۂ مومن اور رضائے الٰہی ۹۵
جب سینوں کے راز فاش ہوں گے ۹۶
روشن چہرے اور غبار آلود چہرے ۹۸
اہلِ حق کی آزمائش اور ظالموں کا حشر ۹۹
اہلِ ایمان کی استقامت ۹۹
تماشائی خود تماشا ہوں گے ۱۰۰
جب اعمال تولے جائیں گے ۱۰۱
جائے قرار کہاں ہے ۱۰۳
غیبت و طعنہ زنی اور غضبِ الٰہی ۱۰۷
دلیلِ وقوعِ آخرت اور انجامِ نیک و بد ۱۰۸
قسم اور مقسم علیہ ۱۱۱
ہمہ گیر انقلابِ عالم اور انبیاء کی شہادت ۱۱۲

دنیا و آخرت میں منکرینِ حق کی تباہی ۱۱۲
تخلیقِ انسانی کے مراحل ۱۱۲
دنیوی زندگی اور سامانِ عبرت ۱۱۳
مکذّبینِ حق اور آتشِ جہنم ۱۱۳
قیامت کی ہولناکی اور پوری نوعِ انسانی مُہر بہ لب ۱۱۴
جنت میں اہلِ ایمان کی ضیافت ۱۱۵
نافرمانوں کے لئے محض دُنیا ۱۱۶
پیشیٔ آخرت اور اتمامِ حجّت ۱۱۶
پوری کائنات نشاۃ ثانیہ پر ایک دلیل ہے ۱۱۸
دنیوی زندگی کی ایک ایک حرکت کا ریکارڈ ۱۱۹
سلطانِ عالم کے دربار میں پیشی ۱۲۰
قیامت کے روز دوزخ کی تکرار ۱۲۱
جنت اہلِ ایمان کے قریب ہوگی ۱۲۲
تخلیق انسان اور وقوعِ آخرت ۱۲۳
تاریکی میں روشن تارا ۱۲۴
انسان کی ابتداء ۱۲۴
بارش اور روئیدگی ۔ ایک دلیل ۱۲۵
کٹھن دن اور تلخ گھڑی ۱۲۶
انشقاقِ قمر اور منکرینِ حق ۱۲۷
مُردوں کے گروہ میدانِ حشر میں ۱۲۸
دُنیا میں، قیامت خیز طوفان اور آخرت کی گھڑی ۱۲۹
فرماں برداروں اور نافرمانوں کی قیام گاہیں ۱۳۰
جنتیوں کے لیے نعمتیں ۱۳۱
دوزخیوں کے لیے پیپ ۱۳۱
دُنیا میں یار دوزخ میں ناواقف ۱۳۲
"بُرے انجام کے ذمہ دار تم ہو نہ کہ ہم" ۱۳۲
جنت و دوزخ اور اعراف کی زندگی ۱۳۳
خُدا کے نافرمانوں پر جنت حرام ہوگی ۱۳۶
آغازِ زندگی جنت، انجامِ زندگی جنت ۱۳۶
عالمِ برزخ کے احوال ۱۳۷
ذاتِ حق کا فیصلہ ۱۳۸
ایک دوسرے پر لعنت ملامت ۱۳۸
اہلِ دوزخ پر جنت کے دروازے بند ہوں گے ۔ ۱۳۹

اہلِ ایمان کی باہمی کدورت ختم ہو جائے گی ۱۴۰
جنت میں اہلِ ایمان کی عزّت افزائی ۱۴۱
ہمارے رب کے وعدے سچے تھے ۱۴۱
اعراف والوں کا مشاہدہ ۱۴۲
دوزخیوں کی التجا اور اس کا جواب ۱۴۲
بے سود اعترافِ حقیقت ۱۴۳
صورِ اسرافیلؑ اور حشر کا سماں ۱۴۴
صور کی پہلی آواز ۱۴۵
صور کی دوسری آواز ۱۴۵
صور کی تیسری آواز ۱۴۵
ربِ رحیم کی طرف سے اہلِ جنت کا استقبال ۱۴۶
مجرموں کی چھانٹی ۱۴۶
ہاتھ اور پاؤں کی گواہی ۱۴۷
آنکھوں کی بینائی سلب ہوجائیگی ۱۴۷
مجرم پتھر کی مورتیاں بن جائیں گے ۱۴۸
نزولِ ملائکہ اور قیامِ قیامت ۱۴۸
آگ کا بھبکنا اور گھورنا ۱۵۰
مَر کے بھی چین نہ پایا تو ۱۵۱
کیا جنت بہتر ہے یا دوزخ ۱۵۲
معبودانِ باطل اور ان کے پُجاریوں کی پیشی ۱۵۲
تباہی کا باعث دُنیا کا عیش ہے ۱۵۲
ظالم کے لئے عذاب ہے ۱۵۳
فرشتوں کا ظہور آفتِ ناگہانی ہوگا ۱۵۳
کیا دَھرا سب خاک میں ۱۵۴
جنت بہترین جائے قرار ہے ۱۵۴
فرشتوں کا نزول قیامت ہی کو ہوگا ۱۵۵
کاش! رسُول کا ساتھی ہوتا! ۱۵۵
دوزخی دوزخ میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے ۱۵۶
اہلِ ایمان کا شکر و سپاس اور اہلِ دوزخ کی چیخ و پکار ۱۵۶
جنت رنج و غم سے پاک ہوگی ۱۵۷
جنت میں سُکھ چین ہوگا ۱۵۸
جنت عمدہ جائے قیام ہے ۱۵۸

دوزخ میں قلق و اضطراب ہوگا ۱۵۸
کیا کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ ۱۵۹
دوزخیوں کا جمگھٹا اور اہلِ جنت کا وفد ۱۶۰
جنت کا پاکیزہ ماحول ۱۶۱
دوزخی گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیے جائیں گے ۱۶۱
جنتیوں کا وفد دربارِ الٰہی میں ۱۶۲
اہلِ ایمان خدا کے محبوب ہونگے ۱۶۲
دربارِ الٰہی اور ہُو کا عالم ۱۶۳
مجرموں کے لیے جہنم ۔ اہلِ ایمان کے لیے سدا بہار باغ ۱۶۴
گناہ گاروں کی پیشی اور ان کی ہڑبڑاہٹ ۱۶۵
جلالِ باری، ہُو کا عالم اور گنہ گار ۱۶۶
ہدایت سے روگردانی اور اس کا انجام ۱۶۷
الفاظ اور منظر کی ہم آہنگی ۱۶۸
قیامت اور بنی نوع انسان کے تین گروہ ۱۶۸
ایک اٹل حادثۂ عظیم ۔ ایک زوردار زلزلہ ۱۷۱
انسانوں کے تین گروہ ۔ اول مقربینِ بارگاہ ۱۷۲
دوم اصحاب الیمین ۱۷۴
سوم اصحاب الشمال ۱۷۵
منکرینِ حق کی ضیافت ۔ شجرِ زقوم ۱۷۶
اگر طاقت ہے تو روح کو واپس لاؤ ۱۷۷
روزِ قیامت اور بے یار و مددگار معبودانِ باطل ۱۷۸
آیاتِ الٰہی کی تکذیب اور روزِ محشر ۱۸۱
حضرت سلیمانؑ، حشرات، پرندے اور جنّ ۱۸۲
مکذّبینِ حق کا حشر ۱۸۴
گردشِ لیل و نہار میں سامانِ عبرت ۱۸۵
کارخانۂ قدرت اور جزائے خیر و شر ۱۸۵

شریکانِ خدا کی طرف سے اعلانِ برائت ۱۸۶
طاقت و قوت کے دعویدار — عاجزی و بے بسی کا شکار ۱۸۸
دعوتِ حق کا تقاضا۔ مفادات کی قربانی ۱۸۸
معبودانِ باطل کی اپنے پیروؤں سے برائت ۱۸۹
دعوتِ حق کے بارے میں بازپرس ۱۹۰
ہر امت کے گواہ کی پیشی اور اس کی شہادت ۱۹۰
منتہائے تمنا دارِ آخرت ہے ۱۹۱
روزِ قیامت اور اقتدار پیشوا ۱۹۱
کفار کی رُوسیاہی اور احساسِ ندامت ۱۹۳
مومن کی شکرگزاری ۱۹۴
کافر پر نحوست ۱۹۵
مزعومہ خداؤں کا انکار ۱۹۵
برزخ کی جان پہچان ۱۹۶
ضمیر کی ندامت ۱۹۶
جنت و دوزخ کی حیاتِ جاوداں ۱۹۷
مجرمین کی بے نقابی ۱۹۸
دُنیا و آخرت کا ایک منظر ۱۹۸
وہ ہولناک دن ۱۹۹
جنت میں اہلِ ایمان کا پُرشکوہ داخلہ ۲۰۰
گناہوں کے ناقابلِ برداشت پشتارے ۲۰۱
عذاب کی شدت ۲۰۲
موجبِ پریشانی جواب ۲۰۳
مشرکین کی حسرتیں ۲۰۳
اعترافِ حقیقت اور گناہوں کے پشتارے ۲۰۳
انسانوں کا بے جا استحصال ۲۰۴
جنوں اور انسانوں کی اپنے خلاف شہادت ۲۰۵
اہلِ جنت کی سرگزشتِ احوال ۲۰۵

دست بستہ حاضری ۲۰۷
قصوروار کون؟ ۲۰۹
حق کے مقابلے میں استکبار ۲۰۹
اہلِ جنت کی بھولی بسری یادیں ۲۱۱
زقوم کا درخت ۲۱۲
قیامت میں خونی رشتوں کا انقطاع ۲۱۳
قیامت میں راہِ فرار کی تلاش ۲۱۴
جو بوؤ گے وہ کاٹو گے ۲۱۶
فرشتوں کی برأت ۲۱۶
راہِ فرار کی تلاش ۲۱۷
قیامت میں قبولیتِ دُعا ۲۱۸
بپتا کسے سُنائیں ۲۲۰
نہ قرار ہے نہ فرار ۲۲۰
آؤ دوزخ میں حصہ بٹاؤ ۲۲۰
محافظینِ دوزخ کا جواب ۲۲۱
بلاؤ اپنے خداؤں کو ۲۲۲
جنت و دوزخ کی قیام گاہیں ۲۲۳
جنتیوں کے لیے بالا خانے ۲۲۵
دوزخیوں کے لیے آگ ہی آگ ۲۲۵
میدانِ حشر بقعۂ نور ہے ۲۲۶
جہنم میں کافروں کا داخلہ ۲۲۷
جنت میں مؤمنین کا استقبال ۲۲۷
روزِ محشر اور اعضا کی شہادت ۲۲۸
اعضاء و جوارح کی شہادت ۲۳۰
اٹل فیصلۂ آخرت اور حسنِ انتظامِ الٰہی ۲۳۲
اصل خسارہ۔ آخرت کی رُسوائی ۲۳۴
دُنیا میں دوست آخرت میں دشمن ۲۳۶
ذکرِ رحمٰن سے چشم پوشی ۲۳۷
کل کے دوست آج کے دشمن ۲۳۸
رحم کی اپیل — ایک آرزو ۲۳۹
مجرمین و متقین کا موازنہ ۲۴۰
کھانے کے لیے کڑوا کسیلا پھل ۲۴۱
ریشمی لباس اور حسین بیویاں ۲۴۱
پژمُردہ چہرے ۲۴۲
بشاش بشاش چہرے ۲۴۳
نہ مجالِ تکرار نہ گنجائشِ انکار ۲۴۴

مستحقینِ انعامِ ابدی کی صفات ۲۴۵
روزِ آخرت اور نامۂ اعمال ۲۴۷
آخرت کی پیشی اور نامۂ اعمال ۲۴۹
آتشِ جہنم اور سدابہار باغ ۲۵۰
فرداً فرداً پیشی اور نامۂ اعمال کی بے لحاظی ۲۵۱
شریکانِ خدا اور اُن کے پیروکاروں کا انجام ۲۵۲
میدانِ حشر اور بارہائے گناہ ۲۵۳
بارِ گناہ — حالِ تباہ ۲۵۴
عیشِ بے پناہ ۲۵۶
جھوٹوں کا انجام ۲۵۶
نفسی نفسی کا عالم ۲۵۶
میدانِ حشر کے نمایاں کردار ۲۵۷
داعیانِ حق پر ظلم کرنے والے اور جہنم ۲۵۹
تین کردار اور ان کا حشر
پتھرائے ہوئے دیدے اور اکڑی ہوئی گردنیں ۲۶۱
زندگی کی دل فریبیاں اور ظالموں کی خود فراموشی ۲۶۱
پابہ زنجیر و آتش بہ کنار مجرمین ۲۶۲
اہلِ ایمان کی پُرسکون جائے قیام ۲۶۳
اہلِ کفر اور آگ کے بھبوکے ۲۶۴
اعترافِ جرم اور فیصلہ کن حکمِ ربانی ۲۶۴
دوزخ کی سرسراہٹ سے دور اہلِ ایمان کا ڈیرا ۲۶۶
عالمِ برزخ اور حیاتِ اُخروی ۲۶۷
عالمِ برزخ میں قیام ۲۶۸
مجالِ کلام بھی نہیں ۲۶۸
کیا یہ زندگی بے مقصد ہے؟ ۲۶۹
قیامت میں مجرمین کی تمنائے واپسی ۲۷۰
عذابِ آخرت اور نظامِ کائنات کی شہادت ۲۷۱
نظامِ کائنات کی شہادت ۲۷۳

مکذبین حق کی درگت ۲۷۴
دورِ قدح و شربِ مدام ۲۷۵
انکارِ دعوتِ حق اور آخرت کی رُوسیاہی ۲۷۷
انکارِ حقیقت کا انجام، حسرت ۲۷۷
دوزخ کی جھلک باعثِ روسیاہی ۲۷۸
رسُولِ خدا کی نافرمانی اور میدانِ حشر ۲۷۹
وہ ہونی شدنی کیا ہے ؟ ۲۸۱
عاد و ثمود کا انکار ۲۸۲
قیامت کبریٰ کا ہولناک تصوّر ۲۸۲
رسُولِ خدا کی نافرمانی کا انجام ۲۸۳
قیامت کا منظر اور حاملینِ عرش ۲۸۵
اعمال ناموں کی تقسیم ۲۸۶
اعلانِ فردِ جرم ۲۸۷
کفار کا چیلنج اور اُس کا جواب ۲۸۹
رُوح اور فرشتوں کی پرواز ۲۹۰
کوئی پُرسانِ حال نہیں ۲۹۱
پیشانی میں ذلّت کے آثار ۲۹۲
فیصلے کا مقررہ دن اور خادمانِ بارگاہ ۲۹۳
یہ کارنامۂ تخلیق کس کا ہے ؟ ۲۹۴
ہنگامۂ محشر کا منظر ۲۹۵
صف بستہ خادمانِ بارگاہِ ایزدی میں ۲۹۶
قیامت کا ہنگامۂ عظیم ۲۹۷
کارکنانِ قضا و قدر کی مستعدی اور پُرشدائد حادثات ۲۹۸
آفاق و انفس کی شہادت اور ہنگامۂ عظیم ۲۹۹
گمبھیر خوف کا احساس ۳۰۱
معزز رپورٹروں کا تقرر ۳۰۱
ارض و سماء کی فرماں برداری ۳۰۳
نافرمانوں پر سسکتے کا عالم ۳۰۵
کافر و مومن کے انجام کا فرق ۳۰۷
سجین اور علیین کی حقیقت ۳۰۸
پیشواؤں کا اعلانِ برائت ۳۱۱
دوزخ کا ایندھن اور جنت کے پھل ؟ ۳۱۲
دوزخ کی آگ اور حسرتیں ۳۱۳
قیامت کی سُرخ رُوئی اور سیاہ رُوئی ۳۱۴
تمنائے بے سُود ۳۱۵
پھٹکار ہی پھٹکار ۳۱۵
باطن کا عکس ۳۱۶
راہِ خدا میں تنگ دِلی ۳۱۷
حسرت آمیز ندامت ۳۱۸
قیامت کے روز انبیاء کی شہادت ۳۱۹
عالمِ بے خودی اور حسرت ۳۲۰
کھالوں کی بار بار تبدیلی ۳۲۰
رفقائے جنت اور منافقین ۳۲۱
زلزلۂ قیامت اور انسان کی حیرت ۳۲۲
اہلِ ایمان کا نورِ ایمانی ۳۲۳
نورِ ایمانی سے استفادے کی درخواست ۳۲۴
دنیا میں جھُوٹی توقعات کا دھوکہ ۳۲۵
حیاتِ دنیا کی حقیقت ۳۲۷
مشروباتِ جنت و دوزخ ۳۲۸
اے اہلِ جنت اہلاً و سہلاً ! ۳۲۹
رب رحیم کے بے پایاں انعامات ۳۳۱
خدا کی نعمتیں اور ناشکرے ۳۳۲
خدا ترس لوگوں کے درجات ۳۳۳
پہلے دو باغ اور چشمے ۳۳۴
دوسرے دو باغ اور فوارے ۳۳۵
جنت نعیم اور ساقی ربِ کریم ۳۳۶
انسان دوراہے پر ۳۳۷
شراب سلسبیل اور نیکیوں کی صفات ۳۳۸
ایئرکنڈیشنڈ قیام گاہیں، نقرئی ساغر، اور ہشاش بشاش خدام ۳۳۹
ملک عظیم اور ساقی ربّ کریم ۳۴۰
اعضاء و جوارح کی شہادت ۳۴۰
دوزخیوں کے لیے آگ کا لباس ۳۲۹
قیامت کی دبیز ہولناکی ۳۴۱
کھولتا ہُوا پانی اور آگ کا لباس ۳۴۲
نِکل بھاگنے کی کوشش ۳۴۴
قیامت کے روز قسموں سے کاربرآری ۳۴۵
قیامت کے روز معذرتوں کی حقیقت ۳۴۶
قیامت کے روز حقیقی ہار جیت ۳۴۸
انبیاء سے استفسار اور اُن کا جواب ۳۴۹
پُوری کائنات بطور فدیہ ناقابل قبول ۳۵۰
انبیاء کی طرف سے جواب دہی ۳۵۰
حضرت عیسیٰؑ کی جواب دہی ۳۵۱
سونے چاندی سے جسموں کو داغنے کا عمل ۳۵۲

تعارف سیّد قطب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

سید قطب شہید مرحوم ومغفور کی عبقری شخصیت اب اردو خواں طبقہ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں رہی۔ ان کی بیشتر اہم تصنیفات اردو زبان میں منتقل ہو چکی ہیں۔ خصوصاً ان کی معرکۃ الآرا کتاب " العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام " (اسلام کا عدل اجتماعی) ان کی ژرف نگاہی وسعتِ مطالعہ اور اسلام کے مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے بارے میں ان کے پختہ یقین کا بیّن ثبوت ہے۔ یہ کتاب اہلِ علم حضرات سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ اردو، فارسی، ترکی اور انگریزی میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اسی طرح ان کی کتاب " معالم فی الطریق " — نشانِ راہ شائع شدہ بہ عنوان "جادہ و منزل" دعوتِ حق کے مختلف مراحل، راہِ حق میں پیش آنے والے ابتلاء و آزمائش، مومن صادق اور داعیٔ حق کے لیے ضروری صفات، صبر و ثبات اور استقلال و استقامت پر جس جامعیت اور اذعان کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے اس کی زندہ مثال انہوں نے اپنے پختہ سیرت و کردار، بے پناہ عزم و استقلال اور راہِ حق میں فداکارانہ جاں نثاری سے دی ہے۔ انہوں نے قرآن کا جس دقّتِ نظر سے مطالعہ کیا اور اس کے اعجازی اسلوبِ بیان کو جس اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے اس کا اندازہ ان کی تصنیف "التصویر الفنّی فی القرآن" اور " مشاهد القيامة فى القرآن " کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ یہ دونوں کتابیں زبان وادب اور تفہیمِ قرآن کے لحاظ سے شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ " مشاهد القيامة فى القرآن " میں عالمِ آخرت کی جادو اثر تصویر کھینچی گئی ہے۔ اور بندگیٔ رب پر آمادہ کرنے کے لیے سحر انگیز اندازِ بیان اختیار کیا گیا ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا اردو ترجمہ "مناظرِ قیامت قرآن کی زبانی" قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اس سے پہلے کہ قارئین اصل کتاب کا مطالعہ کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مصنف شہیدؒ کا اجمالی تعارف بھی پیش کر دیا جائے تاکہ پوری کتاب میں جو روح کارفرما ہے اور پوری تحریر کے پس منظر میں جو شخصیت جھلک رہی ہے وہ قارئین کے سامنے آ جائے۔ اس طرح کتاب کے مندرجات سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

پیدائش اور تعلیم: سید قطبؒ کے آباؤ اجداد کسی زمانے میں جزیرہ نمائے عرب سے ہجرت کر کے

مصر کے ضلع اسیوط میں جاکر آباد ہو گئے تھے۔ آپ کے والد کا نام حاجی ابراہیم قطبؒ اور والدہ کا نام فاطمہ حسینؒ ہے۔ آپ کی پیدائش اسی ضلع اسیوط کے گاؤں موشا میں ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ سیّد شہیدؒ کے والدین کھیتی باڑی کرتے تھے اور انتہائی متقی اور عبادت گزار تھے۔ انہیں قرآن مجید سے والہانہ محبت تھی۔ ان کی دلی خواہش اور کوشش تھی کہ ان کی اولاد قرآن مجید کی حافظ اور عالم بن جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت اسی انداز میں کی۔ وہ عموماً بہترین قاریوں کو گھر پر بلاتے اور ان کی قرأت خود بھی سنتے اور اپنے بچوں کو بھی سناتے۔ اسی ماحول کا اثر تھا کہ سید قطبؒ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسے میں ہی مکمل کر لی۔ بعد ازاں آپ نے ثانوی تعلیم مدرسہ "تجہیزیہ دارالعلوم" میں مکمل کر کے ۱۹۲۹ء میں قاہرہ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور ۱۹۳۳ء میں ایجوکیشن میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

سرکاری ملازمت

خداداد قابلیت اور اعلیٰ علمی اور تعلیمی صلاحیتوں کی وجہ سے سید قطب شہیدؒ کو اسی کالج میں پروفیسر مقرر کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو وزارتِ تعلیم میں انسپکٹر آف سکولز کے عہدہ پر تعینات کر دیا گیا۔ اسی زمانے میں وزارتِ تعلیم کی طرف سے آپ کو جدید طریقۂ تعلیم کے مطالعہ اور اعلیٰ تربیت کے لیے امریکہ بھیجا گیا۔ جہاں آپ نے ولسن ٹیچرس کالج واشنگٹن، ٹیچرس کالج گریلی کولوراڈو اور اسٹانفورڈ یونیورسٹی میں دو سال قیام کر کے جدید نظامِ تعلیم کا مطالعہ کیا۔ امریکہ کے اس مختصر قیام میں آپ نے امریکہ کے جدید معاشرہ اور جدید تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے نیچے تاریک حیوانی زندگی کا بنظرِ غائر مشاہدہ کیا۔ اسی مشاہدہ کے نتیجے میں آپ اپنے دل میں احیاءِ اسلام کی تڑپ لے کر واپس وطن لوٹے۔

الاخوان المسلمون میں شمولیت

امریکہ سے مراجعت کے بعد سید شہیدؒ "الاخوان" کی دعوت و تحریک کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور بالآخر مطالعہ و تحقیق کے بعد ۱۹۴۵ء میں "الاخوان" میں شامل ہو گئے۔ اس زمانے میں مصر میں شاہی استبداد اور انگریزی استعمار کے خلاف آزادی کی تحریک زوروں پر چل رہی تھی۔ "الاخوان" ملک میں سیاسی اور دینی شعور کی بیداری میں سرگرم حصہ لے رہی تھی اور عوام میں اس کی مقبولیت عروج پر پہنچ چکی تھی۔ انگریز اور شاہ فاروق کی حکومت "الاخوان" کی اس تحریکِ آزادی سے سخت خائف تھے۔ چنانچہ اس تحریک کا راستہ روکنے کے لیے ایک سازش کے تحت ۱۹۴۹ء میں "الاخوان"

کے مرشدِ عام استاذ حسن البناؒ کو شہید کر دیا گیا جبکہ وہ اپنی جماعت کی ایک میٹنگ سے فارغ ہو کر دفتر سے باہر نکل رہے تھے۔ الاخوان کو خلافِ قانون قرار دے دیا گیا۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۵۲ء تک کا عرصہ اخوان المسلمون کے لیے سخت آزمائش کا دور تھا۔ اخوان کے ہزاروں کارکن جیل میں ڈال دیے گئے۔ ہزاروں حکومت کے جور و ستم کا نشانہ بنے۔ ۱۹۵۲ء میں مصر میں فوجی جنتا نے شاہِ فاروق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ فوجی انقلاب کے بعد اخوان کے ابتلاء و امتحان کا ایک دوسرا دور شروع ہو گیا۔ ۱۹۵۲ء میں اخوان المسلمون سے پابندی اٹھا لی گئی۔ ڈاکٹر حسن الھضیبی مرشدِ عام منتخب ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالقادر عودہ (شہید) سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ قافلہ تحریکِ اسلامی نے ڈاکٹر حسن الھضیبی کی قیادت میں دوبارہ آغازِ سفر کیا۔ ۱۹۵۴ء میں اخوان کی "مجلسِ دعوت اسلامی" نے سید قطب کو ماہنامہ "اخوان المسلمون" کا چیف ایڈیٹر مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں جمال عبدالناصر اور انگریزوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ اخوان اسے قومی اور ملکی مفاد کے خلاف سمجھتے تھے۔ چنانچہ ماہنامہ "اخوان المسلمون" میں اس پر شدید تنقید کی گئی جس پر اسے جلد ہی بند کر دیا گیا۔ اس طرح کرنل ناصر اور اخوان کے مابین کش مکش کا آغاز ہو گیا۔ اس کے بعد اخوان پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اخوان کو دوبارہ خلافِ قانون قرار دے دیا گیا۔ اس کے رہنماؤں سمیت اخوان کے تقریباً ۵۰ ہزار کارکن گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیئے گئے۔ ان میں سے ڈاکٹر عبدالقادر عودہ (جو عدالتِ عالیہ کے جج رہ چکے تھے) محمد فرغلی، یوسف طلعت، ابراہیم طیب، ہنداوی دویر اور محمود عبداللطیف کو سزائے موت دی گئی۔ باقی ہزاروں کارکنوں کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ ہر اس شخص کی جان و مال اور عزت آبرو پر دست درازی کی گئی جس کا کسی نہ کسی درجے میں اخوان سے کوئی تعلق تھا۔ ان گرفتار شدگان میں سید قطب شہید بھی شامل تھے۔

آزمائش و ابتلاء

سید قطبؒ کو مصر کی مختلف جیلوں میں رکھا گیا۔ پہلی دفعہ جب آپ کی گرفتاری ہوئی تو آپ شدید بخار کی حالت میں گھر پر صاحبِ فراش تھے۔ فوجی افسر انہیں اسی حالت میں بیڑیاں پہنا کر پا پیادہ گھر سے جیل تک لائے۔ سید شہیدؒ سخت تکلیف کی وجہ سے بے ہوشی کی حالت میں بار بار زمین پر گر جاتے۔ جونہی انہیں کچھ ہوش آتا ان کی زبان پر "اللہُ اکبر وَ للہِ الحمد" کے الفاظ جاری ہو جاتے۔ جیل میں داخل ہوتے ہی دو گھنٹے تک مسلسل انہیں زد و کوب کیا گیا۔ آگ سے انہیں داغا گیا۔ ان پر پولیس کے کتے چھوڑ دیے گئے

جوانہیں کچلیوں میں لے کر گھسیٹتے۔ ان کے سر پر مسلسل کبھی ٹھنڈا اور کبھی گرم پانی ڈالا گیا۔ غلیظ گالیوں اور فحش اشاروں سے ان کی توہین کی گئی۔ غرضیکہ ذہنی اور جسمانی اذیت کی کوئی ایسی صورت نہ تھی جو انہیں نہ پہنچائی گئی ہو۔ لیکن سید قطب ہر وقت " اللہ اکبر وللہ الحمد " کے ایمان پرور ذکر سے رطب اللسان رہتے۔

۱۹۵۵ء میں مصر کی " عوامی عدالت" کی طرف سے سید قطب کو ۱۵ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ ایک سال بعد جیل میں انہیں رحم کی اپیل کرنے کا کئی بار مشورہ دیا گیا۔ جیل میں جب کبھی ان کے سامنے معافی نامہ لکھ دینے کی پیش کش کی جاتی ان کا ہمیشہ یہ جواب ہوتا:

" اگر میرا قید کیا جانا برحق ہے تو میں حق کے فیصلہ پر راضی ہوں اور اگر باطل نے مجھے گرفتار کر رکھا ہے تو میں باطل سے رحم کی بھیک مانگنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

جیل میں آپ کو معافی مانگنے کی صورت میں وزارتِ تعلیم کی پیش کش بھی کی گئی۔ لیکن آپ نے پورے استقلال کے ساتھ راہِ حق میں اسے ٹھوکر مار دی۔

۱۹۶۴ء میں جبکہ آپ کی قید کے دس سال گزر چکے تھے عراق کے صدر عبدالسلام عارف کی درخواست پر صدر ناصر نے سید قطب کو جیل سے رہا کر کے گھر میں نظر بند کر دیا۔ ۱۹۶۵ء میں صدر ناصر نے روس کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران میں ہی اس نے ماسکو سے اعلان کیا کہ " الاخوان" نے میرے قتل کی جو خفیہ سازش کی ہے وہ پکڑی گئی ہے۔ قبل ازیں میں نے الاخوان کو معاف کر دیا تھا لیکن اس مرتبہ انہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔" بس ماسکو سے یہ اعلان ہونا تھا۔ کہ مصر میں پکڑ دھکڑ کا وسیع سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔ ڈیلی ٹیلی گراف کی رپورٹ کے مطابق بیس ہزار سے زیادہ لوگ گرفتار کیے گئے۔ جن میں سات سو خواتین بھی شامل تھیں سید قطب کو بھی دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ یہی نہیں سید قطب کا پورا خاندان آزمائش و ابتلاء کی اس بھٹی میں ڈال دیا گیا۔ آپ کے چھوٹے بھائی محمد قطب، جو بڑے صاحبِ علم و فضل، عربی زبان کے نہایت بلند پایہ انشا پرداز اور درجن بھر معرکۃ الآراء علمی و فکری کتابوں کے مُصنف ہیں، گرفتار ہوئے۔ آپ کی ہمشیرگان حمیدہ قطب اور امینہ قطب بھی گرفتار ہوئیں۔ دونوں کو اخوان کے حلقۂ خواتین میں راہ نمائی کا مقام حاصل تھا۔ اول الذکر اس کے دعوتی اور تنظیمی امور سے وابستہ تھیں۔ اور دوسری بچوں اور عورتوں کے لیے دعوتی اور تربیتی لٹریچر

کی تیاری میں منہمک۔ ادھر تیسری بہن کا صاحب زادہ سیّد رفعت بھی اسی راہِ حق میں بندِ پا سلاسل ہُوا اور بعد میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہُوا۔ جیلوں میں گرفتار شدگان پہ ایسے وحشیانہ مظالم توڑے گئے جن کی دَورِ وحشت میں بھی مثال نہیں ملتی۔ کچھ عرصہ کے بعد خاص فوجی عدالتوں میں ان کے خلاف مقدماتِ بغاوت دائر کیے گئے اور ملزموں کو صفائی پیش کرنے کے تمام مواقع سے محروم کر دیا گیا۔ مصر کے اندر تو کسی وکیل کو ان کے مقدمات کی پیروی کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ جو شخص بھی اخوان کے ساتھ کسی ہمدردی کا اظہار کرتا گرفتار کر لیا جاتا۔ لیکن دوسرے ممالک، سوڈان اور مراکش، سے بھی جن وکلاء نے مقدمات کی پیروی کی اجازت مانگی انہیں بھی اجازت نہ دی گئی۔ حتّیٰ کہ فرانس کی بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر ولیم تھاڈپ اور ہیگ کے مشہور وکیل اے جے ایم وینڈال کی طرف سے پیروی کے لیے دی گئیں درخواستیں بھی مسترد کر دی گئیں۔ ان حالات میں جو عدالتی کارروائی ہوئی اس کے مبنی بر انصاف یا قانون کے تقاضوں کے مطابق ہونے کا اندازہ خود ہی لگایا جا سکتا ہے۔ بہرحال فوجی ٹربیونل نے اگست ۱۹۶۶ء میں سید قطبؒ اور ان کے دو ساتھیوں کو موت کی سزا سنا دی۔ جو دنیا بھر کے دینی و سیاسی راہنماؤں، مذہبی اور اصلاحی تنظیموں، اخبارات و رسائل کے ہمہ گیر احتجاج اور سزاؤں میں تبدیلی کی درخواست کے باوجود ۲۵ اگست ۱۹۶۶ء کو نافذ کر دی گئی۔ اس طرح عالمِ اسلام کا یہ بطلِ جلیل، دنیا کی یہ عدیم النظیر علمی و فکری شخصیت، قافلۂ راہِ حق کا یہ حُدی خواں پورے صبر و استقلال کے ساتھ دس گیارہ سال تک قید و بند کے مصائب جھیلنے کے بعد راہِ حق میں اپنی جانِ عزیز کا نذرانہ پیش کر کے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اَللّٰھُمَّ اغفرلہٗ وارحمہٗ وادخلہ فی دارک النعیم

اس کے ساتھ آپ کے بھائی محمد قطب، آپ کی ہمشیرگان حمیدہ قطب اور امینہ قطب کو بھی طویل المیعاد قید بامشقت کی سزائیں سنائی گئیں اور جیل میں ان پر بے پناہ ظلم و تشدد کیا گیا۔

سید شہیدؒ کی تصانیف

سید قطبؒ عربی زبان کے نہایت بلند پایہ انشا پرداز اور بہترین شاعر تھے۔ انہوں نے قرآن کا نہایت دقّتِ نظر سے مطالعہ کیا۔ اس کی فصاحت و بلاغت، اس کی بے مثال ادبی عکاسی اور بے نظیر اسلوبِ بیان پر

انہیں گہرا عبور حاصل تھا۔ اس مطالعہ و تحقیق نے جہاں ان کے فکرِ رسا کو جِلا دی اور ان کا سینہ نورِ ہدایت سے منوّر کر دیا وہاں ان کا قلم بھی قرآن کے ادبی حُسن و جمال سے گوہر بار ہُوا چنانچہ آپ کے قلم سے نکلے ہوئے جواہر پاروں کی مجمل فہرست حسب ذیل ہے:

۱۔ العدالة الاجتماعية فی الاسلام (اسلام میں عدلِ اجتماعی) اردو میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کا لکھا ہُوا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی، فارسی ترکی وغیرہ زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ چھپ چکا ہے۔

۲۔ معالم فی الطریق۔ اس کا اردو ترجمہ بہ عنوان جادہ و منزل از جناب خلیل احمد حامدی شائع ہو چکا ہے۔

۳۔ المستقبل لهذا الدّین (اسلام کا روشن مستقبل) اسے پروفیسر عبد الحمید صدیقی نے اردو میں منتقل کیا ہے اور چھپ چکا ہے۔

۴۔ فی ظلال القرآن۔ (قرآن کے زیرِ سایہ) ساجد الرحمٰن صدیقی اردو میں ترجمہ کر رہے ہیں ابھی تک صرف دو پارے شائع ہوئے ہیں۔

۵۔ مشاهد القيامة فی القرآن۔ (مناظرِ قیامت، قرآن کی زبان میں) یہ اس وقت قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

۶۔ التصویر الفنی فی القرآن (قرآن کا تصویری اسلوبِ بیان)

۷۔ السّلام العالمی والاسلام (امنِ عالم اور اسلام)

۸۔ الاسلام و مشکلاة الحضارة (اسلام اور جدید تہذیبی مسائل) وغیرہ۔

اس کے علاوہ سید قطب شہیدؒ نے عربی زبان و ادب پر بھی چند کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں حسب ذیل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:۔

۱۔ النقد الادبی، اصوله ومناهجه (ادبی تنقید کے اصول و مناہج) ۔۔۔۔ ۲۔ نقد کتاب مستقبل الثقافة (مستقبل الثقافت پر تنقیدی نظر)۔ ۳۔ امریکا التی رأیت (امریکہ جیسے مَیں نے دیکھا)۔ ۴۔ اشواک (کانٹے)۔ ۵۔ المدینہ المسحورہ (سحر زدہ شہر)۔ ۶۔ قافلة الرقیق (مجموعہ اشعار)۔ ۷۔ الشاطی المجهول (مجموعۂ اشعار)

اِنتساب

میرے پیارے ابّاجان! میں یہ حقیر سا تحفہ لے کر آپ کی روحِ اقدس کے پاس حاضر ہو رہا ہوں! آخرت کی جواب دہی کا خوف تو مجھے صِغر سنّی ہی سے طبعاً ودیعت ہُوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ تو کبھی آپ کو مجھے پند و نصیحت کی ضرورت پڑی نہ کبھی زجر و توبیخ کی نوبت آئی۔ میرے سامنے آپ نے اپنی ساری زندگی اس حال میں گزاری کہ آخرت کا دن ہمیشہ محاسبۂ اعمال کا محور رہا، اس کی یاد آپ کے دل کی گہرائیوں میں جاگزین اور اس کا ذکر آپ کی زبان پر جاری رہا۔ آپ اپنے اوپر دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں اپنی طرف سے سختی اور دوسروں کے ذمے اپنے حقوق کی بازیابی میں اپنی طرف سے نرمی کی ہمیشہ یہ توجیہہ بیان کرتے کہ آپ کو آخرت کے دن کا ڈر ہے۔ آپ دوسروں کے بُرے سلوک کو اس کا بدلہ چکانے پر پوری طرح قادر ہونے کے باوجود ــــ معاف کر دیتے تاکہ یہ آپ کے لیے قیامت کے روز گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ اکثر آپ اپنی ضرورت کی اشیاء تک حاجت مندوں میں خیرات کر دیتے تاکہ یہ آپ کے لیے توشۂ آخرت بن سکے ــــ بس آپ کا یہ اُسوہ ہی میرے لیے مشعلِ راہ بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شبیہہ میری لوحِ خیال پر پُوری طرح مرتسم ہے۔ ہم ہر شام کو جب کھانے سے فارغ ہوتے ہیں تو آپ کو اسی طرح سورۃ فاتحہ پڑھتے پاتے ہیں جس طرح آپ

اپنی حین حیات میں پڑھا کرتے تھے۔ عالمِ خیال میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اسی حال میں اپنے والدین کی خدمت میں عالمِ آخرت میں جا حاضر ہوتے ہیں۔ ہم آپ کے ننھے مُنّھے بچّے قبل اس کے کہ پُوری پوری سورتیں اچھی طرح یاد کر سکیں آپ ہی کی نقل میں متفرق آیات ٹوٹی پھوٹی زبان میں ادا کرتے ہیں پیارے ابّا جان! بس یہی وہ حقیر سا تحفہ ہے جو آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہو رہا ہوں۔ شاید کہ آپ کے ہاں مقبول اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مستجاب ہو۔ وما توفیقی الا باللہ

آپ کا خلف

سیّد قطب

مُقدّمه

کے جدید مکتبۂ فکر کی یہ دوسری کتاب ہے جس کی تالیف کا میں نے ارادہ بفضلِ ایزدی
پورا کر لیا ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی کتاب — "التصویر الفنی فی القرآن" قرآن
تھی۔ جس کا پہلا ایڈیشن دس سال قبل زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب کا مقصدِ تالیف
سادہ اور عام فہم انداز میں قرآن کے طرزِ تعبیر کی توضیح اور اس کی خصوصیات و علامات کی تشریح تھا۔
اُس میں اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے میں نے بات ان فقروں پر ختم کی تھی:

"قرآن کے اسلوبِ بیان میں تصویر کشی ایک بہترین ذریعہ افہام ہے۔ یہ کسی ذہنی خیال، نفسیاتی کیفیت، محسوس واقعہ اور آنکھوں کے سامنے کے منظر، نیز انسانی نمونے اور بشری طبیعت کی خیالی صورت میں بہترین عکاسی کرتی ہے۔ پھر یہ تصویر کشی پردۂ ذہن پر مرتسم خیالی صورت کو مزید ترقی دے کر ٹھوس اور مجسم زندگی عطا کرتی ہے یا نئی حرکت بخشتی ہے۔ تب یہ ذہنی خیال ایک ہیئت یا حرکت کی شکل اور نفسیاتی حالت ایک وسیع پردے یا منظر کی حیثیت اور کالبدِ انسانی ایک زندہ جاوید ہستی اور طبیعتِ انسانی ایک مرئی جسم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ مختلف حادثات و واقعات اور مختلف کیفیات و مناظر مشخص صورت میں آنکھوں کے سامنے آتے چلے جاتے ہیں۔ ان میں زندگی بھی ہوتی ہے اور حرکت بھی۔ جب گرد و پیش کے ماحول میں انہیں دیکھا جائے تو عالمِ تخیل کے جملہ پہلو ان میں موجود نظر آتے ہیں۔ جونہی ایک حالت کے بعد دوسری حالت طاری ہوتی ہے۔ سامعین کلام ناظرین کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ حادثات کے اس پہلے اسٹیج پر جا پہنچتے ہیں جہاں وہ واقع ہو چکے ہوتے ہیں یا واقع ہونے والے ہوتے ہیں۔ اجسام تھرکتے اور منظر کے بعد منظر آنکھوں کے سامنے آتے چلے جاتے ہیں اور سامع یہ تک بھول جاتا ہے کہ وہ کوئی کلام پڑھ رہا ہے یا تمثیل بیان کر رہا ہے۔ بلکہ وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ یہ کوئی منظر ہے جو آنکھوں کے سامنے پیش آ رہا ہے۔ یا کوئی واقعہ ہے جو وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ گویا یہ مشخص و مجسم وجود ہیں جن پر شام گزرتی اور صبح طلوع ہوتی ہے۔ فی الحقیقت مختلف نفسیاتی حالتوں میں اثر پذیری اور انفعالیت کی یہ وہ مختلف علامات ہیں جو وہاں کے مقام اور مشاہدہ سے پیدا ہوتی اور حادثات کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ یہ وہ کلمات ہیں جن سے زبانیں حرکت کرتی ہیں۔ وہ الفاظ ہیں جو پوشیدہ احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ یہاں بھی اصل زندگی مراد ہے نہ کہ زندگی کی حکایت! یہ پہلو نصوصِ قرآنی کے بہ نظرِ عمیق مطالعہ کے لیے نہایت ضروری ہے۔

تاریخی قصے، قیامت کے مناظر، انسانیت کے نمونے اور قرآن کا وجدان پر اثر انداز ہونے والا زورِ استدلال جب نفسیاتی کیفیات کی تصویر، ذہنی خیالات کے تشخص اور دعوتِ محمدی کے زمانے کے بعض حالات و واقعات کی تمثیلات کے ساتھ جمع کیے جائیں تو یہ سب حجم کے لحاظ سے قرآن کے تین چوتھائی حصے سے کچھ زیادہ ہی بنتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک چیز بیان و تعبیر میں اسلوبِ تصویر کشی میں مستعمل ہے۔ سوائے ان مقامات کے جہاں تشریعی احکام بیان ہوئے ہیں یا جہاں کہیں کوئی بحث و تکرار نقل ہوئی ہے اس اسلوبِ بیان میں استثناء کہیں نہیں ہے۔ دیگر امور جو ذہنی خیالات کے مجرد بیان کر دینے کے مقتضی ہوں ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ بہر حال مجموعی طور پر یہ قرآن کے صرف ایک چوتھائی حصہ پر ہی مشتمل ہیں۔

پس جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ "فنِ تصویر کشی قرآن کے اسلوبِ بیان کا ایک بہترین ذریعۂ اظہارِ بیان ہے" تو یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو آئندہ اس مکتبۂ فکر کی حسبِ ذیل کڑیاں پیش کی جائیں گی:

۱۔ القصّة بين التوراة والقرآن

۲۔ المنطق الوجدانی فی القرآن

۳۔ اساليب العرض الفنية فی القرآن

انشاء اللہ قارئین کرام انہیں اس بیان کردہ نقطۂ نظر سے حسبِ حال پائیں گے۔ ان کے مطالعہ سے ان کے قلب و روح کو ایسا ہی اطمینان اور سکون حاصل ہوگا جیسا اطمینان کہ میں خود محسوس کرتا ہوں۔

زبان و ادب اور دین میں طریقۂ تصویر کشی اظہار ما فی الضمیر کا نہایت اعلیٰ و ارفع طریقہ ہے یہ بات کہ ہم مدعائے کلام کو اپنے ذہن میں مجرد ذہنی تصور کی حیثیت میں متصور کریں یا یہ کہ اس کے بعد ہم اسے مشخص خیالی تصویر کی شکل میں تصویر میں لائیں۔ ان دونوں میں سے بہتر صورت کونسی ہے؟ اس بارے میں یہ وضاحت کافی ہے (جیسا کہ میں نے اپنی کتاب " التصوير الفنی فی القرآن " میں بیان کیا ہے):

"پہلی صورت میں مدعائے کلام ذہن اور توجہ کو اپنی طرف منعطف کرتا ہے۔ ذہن اور توجہ تک اس کی رسائی محض ایک حسین پرچھائیں کی شکل میں ہوتی ہے۔ دوسری صورت میں وہ شعور اور وجدان کو متاثر کرتا ہے اور نفسِ انسانی تک اس کی رسائی مختلف ذرائع سے ہوتی ہے چنانچہ نظم و ترتیب اور ہم آہنگی و موزونیت Harmony of Sounds کے ذریعے اس کا اثر حواس پر اور حواس

کے ذریعے شعور پر پڑتا ہے۔ خوش آوازی اور روح پرور دلکشی وجدان پر اثر انگیز ہوتی ہے۔ دراصل ذہنِ انسانی مدعائے کلام کے نفسِ انسانی تک پہنچنے کا واحد ذریعہ نہیں۔ بلکہ اس مقصد کو پورا کرنے والے بہت سے دوسرے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔"

برتری اور فضیلت اسی دوسری قسم کے طرزِ بیان کو حاصل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اظہارِ مافی الضمیر کے بارے میں ہر شخص کا اپنا طریقہ اور اپنا نقطۂ نظر ہے۔ لیکن ہم یہاں اس کا جائزہ صرف فنی اور ادبی نقطۂ نظر سے لے رہے ہیں۔ اس حیثیت سے اس کا ایک مقام ہے۔ ادب و فن کا پہلا کام شعور اور وجدان پر جذبات و احساسات کا انعکاس اور اس انعکاس کے ذریعے ادبی اور فنی چاشنی سے دوسروں کو لذت اندوز کرنا ہے۔ نیز حیاتِ انسانی کی پُرسکون سطح کے نیچے پوشیدہ جذبات و احساسات کے اندر ہیجان و اضطراب برپا کرنا اور اس سارے جوش و ولولہ کو متحقق کرنے کے لیے قوتِ متخیلہ کو متشخص صورت گری کے ذریعے غذا فراہم کرنا ہوتا ہے اس طرح کی دلفریب فنکاری کی ضمانت تو وہی اسلوب بیان اور وہی ادب دے سکتا ہے جس میں خیالی تصویر کشی اور فنی کردار سازی کا جوہر پوری طرح موجود ہو۔

قرآن قیامت کے مناظر کو اسی رنگ میں لیتا ہے۔ ان مناظر میں بعض تو حیران کن اور ہولناک تعذیب خانے ہیں۔ بعض جاذبِ نظر اور دلکش مناظر ہیں اور کہیں مختلف صورتیں اور گھنے اور ٹھنڈے سائے ہیں۔ پس انہی دلفریب مناظر اور ہولناک مشاہد کو ہم اس کتاب میں یکجا پیش کریں گے۔

مجھے یہ یقین کامل ہے کہ میں نے اس پیشِ نظر کتاب نیز اس سے پہلی کتاب میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کیا اور نہ آئندہ آنے والی اس طرح کی دوسری کتابوں میں اس کے سوا کچھ اور کروں گا کہ قرآن کو اپنے دَور کے دل و دماغ میں اس طرح جدید پیرائے میں پیش کروں جس طرح کہ اس دَور کے اہلِ عرب نے اسے پہلی مرتبہ پایا جس دَور میں اس کا نزول ہوا تھا یعنی یہ کہ وہ سب کے سب اس کی جادو بیانی سے مسحور ہو گئے۔ اس کی سحر انگیزی کے اعتراف اور اقرار میں کافر و مومن سب برابر ہیں۔ منکرین اس سے مسحور ہوئے تو وحشت و نفرت میں اس سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کہتے لگے" اس قرآن پر کان مت دھرو بلکہ اس میں شور و غل کرو تا کہ تم اس طرح غالب آجاؤ۔" اہلِ ایمان اس سے مسحور ہوئے تو اطاعت و فرماں برداری کے لیے حاضر ہو گئے۔ قرآن نے ان کے دلوں میں ایمان و یقین کی دولت بھر دی۔

قرآن ـــــ حُسن و اعجاز کا خزینہ ـــــ یہ کتاب عربی زبان کے اب تک کے موجود

ادبی سرمائے میں اپنی نفاست وعمدگی اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کم از کم اس کے اس حُسن وجمال اور اس کے بیان وزبان کی روح پرور تازگی کو لوگوں کے سامنے دوبارہ پیش کیا جائے۔ اس میں سے لغوی، نحوی اور فقہی مُوشگافیوں اور تاریخی قصّوں کے انبار کو چھانٹ لیا جائے اور صرف اس کی خالص فنی وادبی خصوصیات ہی کو نمایاں اور واضح کیا جائے۔ جو اِس انسانی کو اس کے لطیف ادبی حُسن وجمال سے رُوشناس کیا جائے۔ قرآن کے جدید مکتبۂ فکر کے سلسلے میں یہی میرا بنیادی کام ہے۔ مَیں نے ان مناظر کو اسی شکل میں لیا ہے جو قرآن کے واضح اور روشن الفاظ سے متبادر ہے۔ نہ تو دور از کار تاویلات سے قرآن کے معانی کو پیچیدہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور نہ ایسی مذہبی اور لُغوی بحثیں چھیڑی گئی ہیں جن کی ادبی وفنی نقطۂ نظر سے کوئی ضرورت نہ تھی۔ میرا یہ پختہ یقین ہے کہ دورِ اوّل کے عربوں نے قرآن کے ادبی حُسن وجمال کا مشاہدہ اسی شکل میں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قبل اس کے کہ اہلِ تفسیر و تاویل اسے اپنی مُوشگافیوں سے پیچیدہ بنا کر عام آدمی کے لیے ناقابلِ فہم بنا دیتے ان کے احساس وشعور میں گہرائی اور ان کے قلب وضمیر میں اصلاحِ احوال کی زبردست تحریک پیدا ہوئی۔

مناظرِ قیامت قرآن کی اکثر سورتوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کی زیادہ تعداد مکّی سورتوں میں ہے۔ ایک سورت میں ایک سے زیادہ منظر بھی بیان ہوئے ہیں۔ ہر منظر کسی دینی مقصد کے تحت ادبی وفنی اصول کے مطابق اختصار یا طوالت سے بیان ہُوا ہے۔ جیسا کہ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ہم نے اس کتاب میں ایک سو پچاس مناظر پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ جن کا ذکر قرآن کی ایک سو چودہ میں سے اسّی سورتوں میں ہُوا ہے۔

یہاں ہم نے جو چیز پیش کی ہے وہ ہماری اصطلاح میں "مشاھد" ہے۔ "مشاھد" وہ ہیں جن میں صورت، حرکت اور ہم آہنگی کی کثرت موجود ہو۔ وہ مقامات جہاں آخرت کے دن کا محض ذکر ہُوا ہے یا جنت کے اندر نہریں بہنے کی بات ہوئی ہے، یا "عذابٌ الیم" یا "عذابٌ عظیم" یا "عذابٌ مُّھین" کا تذکرہ آیا ہے بغیر اس کے کہ دل و دماغ پر اس کا کوئی اثر مشخص یا متحرک شکل میں مرتسم ہُوا ہو۔ ایسے مقامات سے میں نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اس طرح کے مقامات بہت زیادہ ہیں قرآن کی کوئی ایک سورت بھی ایسی نہیں جو اس طرح کے ذکر، اشارے یا تلمیح سے خالی ہو۔ بعض چھوٹے "مشاھد" سے بھی کسی حد تک صرفِ نظر کیا گیا ہے۔ یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ یہ مناظر گنتی میں زیادہ ہیں حالانکہ ان کی اصل اور بنیاد ایک ہے ـــــ البتہ اس کثرتِ تعداد کے باوجود ان میں تکرار نہیں ہے

ہر منظر اپنے سے پہلے منظر سے اپنی کلیات میں یا جزئیات میں مختلف ہے۔ درحقیقت یہ اعجاز ہی کا ایک کرشمہ ہے جو کروڑوں انسانوں کی تخلیق میں موجود اعجازِ تخلیق سے مشابہ ہے۔ خدا کی کائنات کے اس عجیب و غریب و سیع عجائب خانے میں سب کے سب انسان بس رہے ہیں لیکن وضع قطع اور رنگ ڈھنگ ہر ایک کا اپنا ہے۔

میرے پیشِ نظر ان مناظر کو مرتب اور پیش کرنے کے کئی طریقے تھے۔ لیکن میں نے ان کے بیان کی تاریخی ترتیب کا لحاظ کرتے ہوئے حتی الامکان استعراضی طریقہ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ جس ترتیب سے وہ سورتیں نازل ہوئی ہیں جن میں ان کا ذکر آیا ہے اسی ترتیب سے انہیں پیش کیا گیا ہے۔ ان سورتوں کی ترتیب بھی وہی رکھی گئی ہے جس ترتیب سے وہ نازل ہوئی ہیں۔ اکثر مقامات میں اسی طریقے کی پابندی کی گئی ہے۔ لیکن بالالتزام نہیں۔ کہیں کہیں استثناء بھی ہے۔ بہر حال اس چودھویں صدی ہجری میں یہی وہ واحد طریقہ ہے جسے ہم بآسانی اختیار کر سکتے ہیں۔

یہاں اس ترتیب کے بارے میں ایک ہلکی سی الجھن کا پیدا ہونا یقینی ہے یعنی تاریخ نزول کے لحاظ سے سورتوں کی ایک مخصوص ترتیب کے بارے میں معروف بات تو یہ ہے کہ قرآن کی سورتیں مکمل شکل میں نازل نہیں ہوئیں۔ ان کا نزول احوال و ظروف کی مناسبت سے متفرق آیتوں کی صورت میں ہوا ہے اور ہمارے پاس نزول کے اسباب اور اس کے ٹھوس تاریخی پس منظر کا کوئی مکمل ریکارڈ موجود نہیں ہے حتیٰ کہ جن آیات کے اسبابِ نزول اور تاریخی پس منظر سے ہم واقف بھی ہیں ان کے بارے میں بھی مختلف آراء اور متعدد اقوال وارد ہوئے ہیں اور ان کے صحیح صحیح تعین میں قیاس و ظن اور ترجیح و تطبیق کے سوا چارہ نہیں۔

اگر ہمارے پاس ایسا مفصّل اور مکمّل ریکارڈ موجود بھی ہو جب بھی اس وقت اور فرصت کے مقابلے میں اس کی کوئی اہمیت نہیں جو دعوتِ اسلامی کا احاطہ کرنے کے لیے ہمیں درکار ہے حالانکہ یہ دعوت جن مراحل سے گزر کر آئی ہے ان کا مرحلہ بمرحلہ تتبّع کرنا کسی وقت بھی ممکن نہیں ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول میں تاریخی اور وقتی عوامل کی نسبت نفسیاتی اور عقلی عوامل کو زیادہ دخل ہے۔ لیکن انتہائی افسوس ہے کہ ان اسباب اور عوامل کا تحقق قیاس و ظن کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے یہ مناظر ان سورتوں ہی کی ترتیب کے مطابق مرتب کیے ہیں جن میں ان کا ذکر آیا ہے یہ طریقہ باب اور فصل بندی کے معروف طریقہ سے ہٹ کر ہے۔ یہاں تک ماخذ اس کا ساتھ دیتے ہیں، قاری کے سامنے مناظر کو اپنی اصلی شکل میں نکھار کر اور ان کے ادبی و فنی حُسن و جمال کو جلا دے کر